نام کتاب: تفہیم المسائل جلد سوم
تحقیق و تصنیف: پروفیسر علامہ مفتی منیب الرحمٰن
سن اشاعت: اپریل 2007
صفحات: 502، قیمت: -/250 روپے
ناشر: ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین اہلسنت کے ہزاروں مدارس کے امتحانی بورڈ تنظیم المدارس کے صدر اور اسی مکتبۂ فکر کی جماعتوں اور تنظیموں کی رہبر کونسل کے سربراہ کی حیثیت سے پروفیسر علامہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب کی مصروفیات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے، پھر بحیثیت دارالعلوم نعیمیہ میں کل وقتی اور سفیر اسلام و مسلمین اندرون و بیرون ملک کے سفر، مختلف مسائل و معاملات پر سرکاری، غیر سرکاری، مسلم غیر مسلم وفود، افراد اور تنظیموں سے بحث و تمحیص جیسی اضافی مصروفیات کے باوجود قلم بدست رہنا اور 502 صفحات پر مشتمل تفہیم المسائل کی تیسری جلد کا عوام و خواص کو تحفہ دینا لائق تحسین ہے۔ مفتی صاحب کی شخصیت قدیم و جدید علوم کا حسین امتزاج ہے، اغیار و اغیار اہل علم ان کی اصابت رائے، مسائل میں گہری نظر اور علمی و فکری صلاحیتوں کے قلب کی گہرائیوں سے معترف ہیں اور یہ توقع رکھتے ہیں کہ مفتی صاحب تفسیر سورۂ نساء کی طرز پر انشاء اللہ قرآن مجید کی مکمل تفسیر کا تحفہ ملت اسلامیہ کو ضرور عنایت فرمائیں گے۔

تفہیم المسائل کی یہ تیسری جلد تیرہ ابواب اور تیرہ ہی متفرق مسائل کے تفصیلی اور محققانہ جوابات پر محیط ہے، اس میں روایتی مسائل کے جوابات بھی ہیں اور ارتقاء پذیر عہد کی پیداوار جدید مسائل کے جوابات بھی۔ نیز بعض ایسے مسائل کہ جن کے بارے میں فقہ کے بنیادی ماخذ خاموش ہیں ان کے تفصیلی جوابات بھی ہیں، روایتی اور درایتی تمام مسائل و جوابات کا احاطہ تو ناممکن ہے البتہ چند ایک کا اشاریہ پیش خدمت ہے۔

کتاب العقائد میں، غیر صحابی کیلئے رضی اللہ عنہ کہنے کے جواز پر قرآنی آیات، روایات اور اقوال فقہاء کے ذخیرہ سے مدلل جواب تحریر فرمایا ہے اور نتیجہ میں فرمایا ہے کہ رضی اللہ عنہ، رحمۃ اللہ علیہ، رحمہ اللہ تعالیٰ، غفر اللہ لہ، غفرلہ، عفا اللہ عنہ اور علی عنہ جیسے کلمات اللہ کے مکرم و مقرب بندوں کیلئے ڈگریاں نہیں بلکہ یہ کلمات دعاء ہیں۔ البتہ صحابہ کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعزازات و انعامات ہیں لہٰذا صحابی، غیر صحابی کیلئے یہ کلمات بلا تفریق کہے اور لکھے جاسکتے ہیں۔

اسی طرح کتاب الصلوٰۃ میں ہر بڑے اور گنجان آباد شہر میں نمازیوں کو درپیش ایک اہم مسئلہ کی

عقدہ کشائی کی گئی ہے کہ چھوٹی سی جگہ پر تعمیر شدہ کئی منزلہ مسجد میں جب امام فرسٹ یا سیکنڈ فلور پر امامت کے فرائض انجام دیتا ہے اور نمازی گراؤنڈ فلور پر شریک جماعت ہوتے ہیں تو امام کے تفوق اور نمازیوں کی سطحیت میں واضح تفاوت سے اقتداء جائز ہے یا نہیں؟ تو مفتی صاحب نے اپنی تحقیق انیق سے نمازیوں کی شرکت جماعت کو جائز قرار دیا ہے اسی طرح نماز قصر کے حوالے سے دو سوالات کے جوابات اسلاف کی معلومات میں مگر انداز جدید میں اس طرح دیئے گئے ہیں کہ ہر مسافر آسانی مسافت قصر کا تعین کرسکتا ہے۔ یعنی مسافت قصر اٹھارہ فرسخ کو پہلے گزوں، میلوں اور پھر کلومیٹر میں بتا کر جہاں مفتی نظام الدین شامزئی کے پیدا کردہ ابہام کو دور کیا گیا ہے وہاں حیدرآباد کے جس مفتی نے 92 کلومیٹر کو مسافت قصر قرار دیا تھا، اسے بھی غیر صحیح قرار دے کر صحیح مقدار تحریر کردی ہے جو کہ یہ ہے 54 میل شرعی جو ایک لاکھ آٹھ ہزار گز یعنی انگریزی اکسٹھ میل دو فرلانگ بیس گز ہیں اور یا اٹھانوے اعشاریہ سات تین چار (98.734) کلومیٹر کے برابر ہے۔ تفہیم مسئلہ میں یہ جدید طریقہ اجتہاد کی ایک شاخ ہے جس پر مفتی صاحب کو یدطولیٰ حاصل ہے۔۔۔۔۔اسی باب میں ایک اور اہم مسئلہ بھی موجود ہے جو حالات حاضرہ کے تناظر میں زبان زد عام و خاص ہے یعنی بغیر لیز یا الاٹمنٹ کے سرکاری زمین پر مسجد کی تعمیر اور اس کی شرعی حیثیت؟ مفتی صاحب نے جو مدلل فتویٰ جاری فرمایا ہے وہ ان کی فقاہت اور بالغ نظری پر شاہد ہے کہ گورنمنٹ خود کوئی ہاؤسنگ سوسائٹی قائم کرتی ہے یا پرائیویٹ سیکٹر کو ہاؤسنگ سوسائٹی کیلئے زمین مہیا کرتی ہے مگر دونوں صورتوں میں مسجد کیلئے کوئی جگہ نہیں رکھی، پھر ان سوسائٹیز کے مکینوں نے کسی بھی خالی جگہ پر مسجد قائم کرلی، بعدازاں سرکار نے اپنے نقشہ جات یا لے آؤٹ پلان میں اس جگہ پر مسجد دکھادی تو وہ جگہ مسجد کیلئے مختص شمار ہوگی چاہے گورنمنٹ سوسائٹی کو مسجد کی جگہ لیز یا الاٹمنٹ جاری کرے یا نہ کرے، ایسی مسجد میں نماز جائز ہے۔ ایسی مسجد کو ختم کرنا یا شہید کرنا درست نہیں۔

اسی طرح کتاب الجنائز میں بھی ایک اہم فتویٰ ہے کراچی میں میسی گیٹ قبرستان میں سینکڑوں قبور میں مدفون مرحومین کے ورثاء اس فتویٰ سے مدد حاصل کرسکتے ہیں، مفتی صاحب نے میت کی باقیات کو قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنے کے حوالے سے احادیث مبارکہ اور اقوال فقہاء کی روشنی میں یہ ثابت فرمایا ہے کہ مسلمان کی قبر کو کھودنا سخت حرام ہے، اسلامی سلطنت ہو تو ایسا شخص مستحق تعذیر ہے کیونکہ انتقال میت حرام ہے، اگر متعلقہ محکموں کے لوگ طاقت کے بل پر قبروں کو بلڈوز کرنا چاہیں تو بھی بلڈوز کرنے سے قبل قبر کو کھودنا اور باقیات میت کو نکال کر منتقل کرنا درست نہیں ہے۔

ساتویں باب کتاب الحج میں بھی ایک اہم ترین مسئلہ یعنی خواتین کا بغیر محرم کے سفر حج کا ایسا حل

لل جواب تحریر کیا گیا ہے کہ اسلاف کی مطاوعت بھی برقرار رہی ہے اور فقیہانہ شان بھی ہویدا ہوگئی ہے کہ عورت محرم کے بغیر حج یا مطلقاً اتنے سفر پر نہیں جاسکتی کہ جس کی مسافت قدیم ذرائع سفر کے اعتبار سے تین دن پر محیط ہو اور وہ مسافت 98.734 کلومیٹر ہے، البتہ اس سے کم مسافت یعنی 97.5 کلومیٹر تک وہ بغیر محرم کے تنہا سفر کرسکتی ہے۔۔۔ مزید فرمایا کہ امام ابوحنیفہ اور احمد بن حنبل کا فتویٰ تو یہ ہے کہ عورت بغیر محرم کے کسی بھی صورت میں سفر حج نہیں کرسکتی۔۔۔۔ البتہ امام مالک کا فتویٰ ہے کہ عورت، عورتوں کے گروپ میں بغیر محرم کے حج فرض پر جاسکتی ہے بشرطیکہ وہ خود کو محفوظ تصور کرے لیکن نفلی حج کیلئے نہیں جاسکتی۔۔۔۔ امام شافعی کا فتویٰ یہ ہے کہ عورت، عورتوں کی جماعت کے ساتھ فرض اور نفلی حج پر بغیر محرم کے جاسکتی ہے بشرطیکہ وہ خود کو محفوظ تصور کرے۔۔۔۔ مفتی صاحب کے فتویٰ کے تناظر میں یہ راستہ مہیا ہوجاتا ہے کہ جب غیر حنفی مذہب پر بعض مسائل میں فتویٰ دینے کی اجازت ہے تو خواتین کے سفر حج کے حوالے سے امام مالک اور امام شافعی کے مذہب پر بھی فتویٰ دیا جاسکتا ہے اور حج گروپ قائم کرنے والی تنظیمیں اگر خواتین کا الگ گروپ قائم کرلیں اور معلمات بھی خواتین ہوں تو ایسی صورت میں حج سے محروم خواتین کو حج کی سعادت حاصل ہوسکتی ہے نیز جس تحقیق سے تین دن سے کچھ کم کی مسافت تک خواتین کو تنہا سفر کی جو اجازت دی گئی ہے، اسی مسافت کو جدید ذرائع سفر سے طے کرنے کی اجازت میں بدل دیا جائے تو خواتین کیلئے یہ مزید سہولت ہوگی، کیونکہ جو عورت باوجود تمام تر خوف و خدشات و خطرات کے 97 کلومیٹر کا سفر وہ بھی قدیم ذرائع سفر کے مطابق اور پر از خطر راستوں پر بغیر محرم کے طے کرسکتی ہے وہ اس سے زیادہ سفر بھی کرسکتی ہے، اس پہلو پر اجتہاد کی مزید ضرورت ہے۔

اسی طرح کتاب النکاح میں مہر معجل اور مہر موجل کے بارے میں دریافت کیے گئے سوال کے جواب میں مفتی صاحب نے مہر کی تین قسمیں بالوضاحت بیان فرماکر پس منظر میں نکاح خوانوں کیلئے اشارہ فرمادیا ہے کہ وہ نکاح پڑھاتے وقت فریقین کو مہر کے معاملات سے "آگاہ" کردیا کریں (اس لیے کہ لوگ مہر معجل کو اتنا لٹکا کر رکھتے ہیں کہ مہر موجل اور مہر موخر تو درکنار بیوی کی موت کے بعد بھی ادا نہیں کرتے یا پھر اسے خلع کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں) لہٰذا نکاح خواں مہر موجل کیلئے میعاد کا تعین کرادیا کریں یا پھر موجل کو مہر موخر لکھوایا کریں جس کی انتہائی میعاد موت یا طلاق ہے۔

نویں باب کتاب الطلاق میں تفویض طلاق کے حوالے سے مفتی صاحب نے بہت ہی جامع اور مفصل فتویٰ تحریر فرمایا ہے، قرآن مجید اس مسئلے پر بالکل خاموش ہے، روایات سے کوئی واضح اشارہ نہیں ملتا، پھر بھی مفتی صاحب نے اسلاف کی عبارات اور اقوال کے تتبع میں یہ واضح فرمایا ہے کہ جب تفویض

طلاق کا معاملہ ہو تو ایجاب میں پہل لڑکی یا اس کے وکیل کی طرف سے ہو پھر لڑکا اس مشروط ایجاب کو قبول کرے تو یہ تفویض طلاق موثر ہے اور اگر تفویض طلاق دائمی اور غیر مشروط ہے تو عورت جب چاہے یہ اختیار استعمال کرسکتی ہے، شوہر یہ حق دے کر نہ واپس لے سکتا ہے اور نہ اسے باطل کرسکتا ہے، اس کے ساتھ ہی خلع اور فسخ نکاح میں فرق کے حوالے سے تفصیلی فتویٰ موجود ہے۔

علاوہ ازیں تیرھویں باب حلال و حرام میں عصر حاضر کے ایک اہم مسئلہ پر مختصر مگر جامع فتویٰ موجود ہے یعنی پنشن اور پراویڈنٹ فنڈ میں حکومت کی طرف سے جو اضافی رقم ملتی ہے وہ اگر شرائط ملازمت میں سے ہے تو جائز ہے اسی طرح حکومت جی پی فنڈ کے ساتھ جو اضافی رقم بطور فضل و احسان کے دیتی ہے تو وہ بھی درست ہے۔

اسی طرح آخر میں تیرہ متفرق مسائل کے جوابات ہیں جو کہ جامع و مفصل ہیں اور 88 صفحات پر محیط ہیں اگرچہ ہر فتویٰ اپنی نوعیت کے اعتبار سے بہت ہی اہم ہے مگر حالات حاضرہ کے پیش نظر میرے نزدیک بیع اور برطانوی قانون، ہلال رمضان، یوم النحر و عاشورہ کی تعیین کیلئے قیاسات و تخمینی ضابطوں کی شرعی حیثیت جیسے مسائل بہت اہم ہیں، اس لئے کہ یہ عوام کو ہر وقت درپیش ہیں، لوگوں کو چاہئے کہ وہ ان فتووں سے رہنمائی حاصل کریں۔ علاوہ ازیں تحفظ خواتین بل کے حوالے سے بھی ایک مفصل فتویٰ موجود ہے، جس میں اس بل کی شرعی حیثیت پر روشنی ڈالی گئی ہے، اس بل کی تخلیق و ترتیب سے لے کر تکمیل تک دیگر علماء کے ساتھ مفتی صاحب بھی شریک رہے اور اپنے تحفظات کا بطور تحریر و تقریر برملا اظہار فرماتے رہے، اس بل میں جو سقم ہیں اور اس کی جو دفعات قرآن و سنت اور اخلاقیات کے منافی ہیں مفتی صاحب نے ان پر سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے اور قرآن و سنت کی روشنی میں اس بل پر اپنے خدشات و تحفظات کا اظہار کرکے اپنی دینی سفارت کا حق ادا کیا ہے۔

اسی طرح قتل ناحق کا شرعی حکم، مفتی صاحب کا وہ معروف فتویٰ ہے جس میں ہر مکتبہ فکر کے انسٹھ (59) مفتیان کرام کے تائیدی دستخط ہیں جبکہ بیروت کے دو اور ایران کے حوزہ علمیہ قم کے ایک مفتی صاحب کی توثیق و تصویب بھی موجود ہے، بہر حال تفہیم المسائل میں علم کا ایک وسیع خزانہ ہے جس میں قاری کو ہر نوع میں پیش آمدہ مسئلے کا جواب مل جائیگا، کتاب اعلیٰ کاغذ پر دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ چھاپی گئی ہے، اس کتاب کا حق ہے کہ اسے ہر گھر اور لائبریری کی زینت بنایا جائے۔

نام کتاب: مشرق وسطی کا بحران
تحقیق و تصنیف: زیبا افتخار، محمد سہیل شفیق
سن اشاعت: مارچ 2007
صفحات: 529، قیمت: 380 روپے
ناشر: قرطاس پوسٹ بکس 8453
کراچی یونیورسٹی

زیر تبصرہ کتاب "مشرق وسطی کا بحران" شعبہ تاریخ اسلامی جامعہ کراچی کے زیر اہتمام گذشتہ سال اسی عنوان پر منعقدہ دو روزہ کانفرنس میں پڑھے گئے مقالات کا مجموعہ ہے جسے جناب سہیل شفیق اور محترمہ زیبا افتخار نے مرتب کیا ہے، اس میں شعبہ اسلامی تاریخ سے وابستہ صدر شعبہ ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر صاحبہ سمیت مختلف اساتذہ کے سات مقالات بھی شامل ہیں یعنی مجموعی طور پر 8 اساتذہ کے مقالات ہیں جبکہ اسی شعبہ میں زیر تعلیم 5 طلبا و طالبات کے مقالات بھی موجود ہیں، ہم اسے حسن اتفاق ہی کہہ سکتے ہیں کہ پانچوں طلبا و طالبات کے نام ش ہی سے شروع ہوتے ہیں، یہ تیرہ مقالات 232 صفحات پر محیط ہیں جبکہ ص 235 سے ص 384 تک پروفیسر حبیب الحق ندوی مرحوم کی ۱۱ باب کتاب "فلسطین اور بین الاقوامی سیاسیات" سے پانچ عنوانات منتخب کرکے اس عنوان کی تشنگی کو دور کیا گیا ہے، کتاب کے آخر میں ۱۰ صفحات پر محیط انگریزی حصہ میں مرتبین کے مشترکہ اداریہ، صدر شعبہ ڈاکٹر نگار سجاد کی مختصر نگارش، پروفیسر ایس ایم فضل اور پروفیسر ڈاکٹر تنویر خالد کے پیغامات کے ساتھ ساتھ مشرق وسطی کیلئے امریکی رولز کے عنوان سے ڈاکٹر طلعت اے وزارت کے صدارتی خطبہ کو بھی شامل اشاعت کیا گیا ہے۔ علاوہ وازیں ڈاکٹر شائستہ تبسم، رابعہ ملک کے مقالات کے علاوہ جان میئر شیمر اور اسٹیفن والٹ کا ایک مشترکہ سیلیکٹڈ مضمون بھی شامل اشاعت ہے۔

زیر تبصرہ کتاب میں مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کیلئے اگرچہ بہت کچھ ہے مگر پیش لفظ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اور ڈاکٹر نگار سجاد صاحبہ نے اسرائیلی ریاست کے قیام کے نظریاتی پہلو کو جس طرح اجاگر کیا ہے اس سے نہ صرف آنکھیں بلکہ دل و دماغ کے کئی دریچے وا ہو جاتے ہیں، مشرق وسطی میں یہودی ریاست کا قیام، عیسائیوں کی وہ شرارت ہے جسے یہودی بھی ارض موعود میں بسنے کی خوشی میں سمجھ نہ سکے یعنی شدت سے اپنے مذہب کی پیروکار یہ دونوں قومیں عیسائیت کی بچھائی ہوئی بساط پر لڑتی رہیں گی اور ہم مظلوم تماشائی بنے دیکھتے رہیں گے۔ اسی پس منظر میں جملہ عیسائیت اسرائیل کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ جس کے باعث گذشتہ ساٹھ برسوں سے مشرق وسطی جل رہا ہے، لاکھوں افراد تہہ تیغ اور لاکھوں خاندان برباد ہو چکے ہیں، امریکہ نے اپنی بدمعاشی کے بل بوتے پر مشرق وسطی کے جدید نقشے میں مسلم

ممالک کی سرحدوں میں تبدیلی کرکے جلتی آگ پر مزید تیل چھڑک دیا ہے اور اس نقشہ میں پاکستان بھی قطع برید سے نہیں بچ سکا، بلکہ امریکہ نے تو پوری اسلامی دنیا کو شیعہ اور سنی ریاستوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

ڈاکٹر نگار سجاد کی یہ بات واقعی دل لگتی بات ہے کہ امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے تیار کردہ مشرق وسطی کے جدید نقشہ سے طلبا کو آگاہ کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے، کیونکہ ہماری سرکاری نصابی کتب میں جو تاریخ لکھوائی اور پڑھوائی جاتی ہے اس کا دنیا کے حقائق سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ بہرحال کتاب میں موقر مواد موجود ہے، طلبا اور درد دل رکھنے والے اہل علم کیلئے یہ کتاب وقت کا اہم تحفہ ہے، سہیل شفیق اور زیبا افتخار نے مقالات کی ترتیب و تدوین میں جو سعی کی ہے وہ قابل ستائش ہے، البتہ اس کتاب کی اشاعت ثانی میں پروف زیادہ توجہ سے پڑھنے کی ضرورت ہے، کتاب اعلی کاغذ پر اور مسجد اقصی کی تصویر سے مزین خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ چھاپی گئی ہے، اہل علم اور طلبا اس کتاب سے ضرور استفادہ کریں۔

نام کتاب: ایک علمی و فکری مکالمہ
ارباب مضامین: ابوعمار زاہد الراشدی۔
معز امجد۔ خورشید ندیم۔ ڈاکٹر فاروق خان
سن اشاعت فروری 2007
صفحات: 200، قیمت: 160 روپے
ناشر: الشریعہ اکادمی ہاشمی کالونی گوجرانوالہ

ابو عمار زاہد الراشدی کی علمی و فکری صلاحیتوں سے ارباب علم بخوبی واقف ہیں۔ موصوف ہر زیر قلم عنوان پر تحقیق کا حق ادا کرتے ہیں۔ اور رواداری کا عالم یہ ہے کہ مد مقابل کے بخیے ادھیڑتے ہوئے اسے خراش تک نہیں آنے دیتے۔ زیر نظر کتاب موصوف کے ان مضامین کا مجموعہ ہے جو 2006ء میں مختلف اخبارات و جرائد میں گاہے بگاہے شائع ہوتے رہے ہیں۔ سن 2006ء چونکہ حدود آرڈیننس اور تحفظ نسواں بل کیلئے معنون تھا، اس لئے موصوف نے اس میں بھرپور حصہ لیا ہے اور مضبوط دلائل سے اپنی فکر کو دوسروں تک پہنچایا ہے۔

یہ کتاب مجموعی طور پر چھ فصول پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں حدود آرڈیننس اور تحفظ نسواں بل کا پس منظر اور پیش منظر پر سیر حاصل بحث کے ساتھ ساتھ حدود آرڈیننس میں ترامیم کے پس منظر کو قلم کی زد میں لا کر یہ واضح کیا ہے کہ حدود اللہ بطور آپشن کے نہیں بلکہ بطور حکم کے ہیں ہمیں ان حدود کو اختیار کرنے اور نافذ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ایسے زعما، جو حدود الٰہیہ پر لاف زنی کر رہے ہیں ان کو ثبت و

مسکت جواب دیئے گئے ہیں ساتھ ہی حدود شرعیہ کی بین الاقوامی مخالفت کے پس منظر سے بھی آگاہ کیا گیا ہے۔

دوسرے باب میں حدود قوانین کی مخالفت اور فکری و نظریاتی کشمکش کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے، حدود آرڈیننس اور سیکولر طبقے کے زیر عنوان پاکستان ہیومن رائٹس کمیشن کے جنرل سیکریٹری سید اقبال حیدر کے ایک اخباری انٹرویو پر سخت علمی اور واقعاتی گرفت کی گئی ہے، اسی طرح حدود آرڈیننس! مخالفت کیوں؟ کے زیر عنوان یہ واضح کیا گیا ہے کہ حدود قرآن و سنت میں طے شدہ سزائیں ہیں ان میں ترمیم کا کسی بھی شخص یا ادارے کو اختیار نہیں ہے، نیز بعض سزاؤں کو بائبل اور تورات سے بھی ثابت کرکے یہ عندیہ دیا ہے کہ مغرب اگر حدود کی سزاؤں کو وحشیانہ قرار دیتا ہے تو یہ سزائیں ان کی تورات و انجیل میں بھی مذکور ہیں۔ اگر معاشرتی جرائم کی یہ سزائیں وحشیانہ ہیں تو اس میں تورات و بائبل برابر کی شریک ہیں اسی طرح محترم جاوید غامدی اور ڈاکٹر طفیل ہاشمی کی توضیحات اور ان کے مؤقف کو ان حلقوں کی تقویت کا باعث ثابت کیا گیا ہے جو حدود آرڈیننس کو منسوخ کرانے یا حدود میں رد و بدل کے درپے ہیں، اسی طرح ایم کیو ایم کے قائد جناب الطاف حسین کے حدود آرڈیننس کے حوالے سے ایک بیان پر بھی بہت ہی شائستہ اور مہذب گفتگو کرکے ان کے مؤقف کا بہترین اور مدلل جواب دیا گیا ہے۔

تیسرے باب میں حدود قوانین کی تعبیر و تشریح اور اسلامی نظریاتی کونسل کے عنوان پر تین مستقل مضامین۔۔۔ اسلامی حدود اور بین الاقوامی قوانین۔۔۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ پر چند گزارشات۔۔۔ تحفظ حقوق نسواں بل اور اسلامی نظریاتی کونسل۔۔۔ میں عنوانات کے مطابق بہت ہی جامع گفتگو کی گئی ہے جو قارئین کے ذہن کو واقعی اپیل کرتی ہے، چوتھے باب (حدود قوانین اور ہمارا قانونی و عدالتی نظام) میں دو مضمون۔۔۔ تحفظ حقوق نسواں بل اور سسٹم کو درست کیا جائے۔۔۔ حدود آرڈیننس، تاثرات و خیالات ہیں، دونوں مضامین میں تحقیق کا حق ادا کیا گیا ہے جبکہ پانچواں باب سات مضامین پر مشتمل ہے اور آخر میں دو مضامین پر مشتمل ضمیمہ ہے یہ تمام مضامین اہل علم کی رہنمائی کیلئے بہت ہی مفید ہیں، کتاب کی طباعت اعلیٰ کاغذ پر بہت معیاری ہے، ٹائٹل دیدہ زیب ہے قارئین اس کو اپنی لائبریری کی ضرور زینت بنائیں۔

نام کتاب: حدود آرڈیننس اور تحفظ نسواں بل
نام مصنف: ابوعمار زاہد الراشدی
سن اشاعت: فروری 2007
صفحات: 149، قیمت: 120 روپے
ناشر: الشریعہ اکادمی ہاشمی کالونی گوجرانوالہ

زیر تبصرہ کتاب محترم جاوید احمد غامدی صاحب کے چند تفردات پر محترم ابو عمار زاہد الراشدی کے قائم کردہ سوالات یا محاکمہ اور پھر غامدی صاحب کے تلامذہ معز احمد، خورشید احمد ندیم اور ڈاکٹر محمد فاروق خان کی طرف سے دفاعی جوابات پر مشتمل ہے جسے زاہد الراشدی نے الشریعہ اکادمی کے زیر اہتمام افادۂ اہل فکر و نظر کیلئے شائع کیا ہے تاکہ دونوں نکتہ ہائے نظر سامنے رکھ کر وہ کوئی مثبت فیصلہ کرسکیں۔ غزل اور جواب آں غزل کا یہ سلسلہ پیش لفظ سمیت 151 صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں زاہد الراشدی کے پانچ مضامین ہیں جبکہ غامدی صاحب کے تلامذہ میں سے خورشید ندیم کا ایک، ڈاکٹر محمد فاروق خان کے دو اور معز احمد کے تین مضامین ہیں یعنی مجموعی طور پر گیارہ مضامین ہیں جو کہ کم و بیش سات عنوانات کا احاطہ کرتے ہیں اور یہ ساتوں عنوانات درحقیقت غامدی صاحب کے تفردات ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ علماء کرام سیاست دان نہ بنیں بلکہ سیاستدانوں کی اصلاح کریں۔

۲۔ زکوٰۃ کے بعد اللہ تعالیٰ نے کسی بھی قسم کے ٹیکس لینے کو ممنوع قرار دیا ہے۔

۳۔ جہاد تب ہی جہاد ہوتا ہے جس کا اعلان مسلمانوں کی حکومت کرے۔

۴۔ خبر واحد حجت نہیں ہے۔

۵۔ فتویٰ بازی کو ریاستی قوانین کے تابع بنایا جائے۔

۶۔ سنت سے مراد دین ابراہیمی کی وہ روایت ہے جسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تجدید و اصلاح کے بعد اور اس میں بعض اضافوں کے ساتھ اپنے ماننے والوں میں دین کی حیثیت سے جاری فرمایا (یعنی سنت وہ نہیں ہے جسے عرف عام میں سنت رسول ﷺ کہا اور تسلیم کیا جاتا ہے)۔

۷۔ رجم کی سزا کے نفاذ میں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کی تمیز جائز نہیں ہے۔

محترم ابوعمار زاہد الراشدی نے مذکورہ تفردات پر مضبوط دلائل سے محاکمہ فرمایا ہے اور ایک ایک جز پر مبسوط گفتگو کی ہے، اگرچہ غامدی صاحب کے تلامذہ نے میدان کو خالی نہیں چھوڑا مگر جوابی دلائل میں وہ زور پیدا نہیں کرسکے جو زاہد الراشدی کے محاکمہ میں پایا جاتا ہے، اصل بات یہ ہے کہ اگر جہاد مسلمانوں کی حکومت کے اعلان پر ہی موقوف ہو تو پھر حالات حاضرہ کے تناظر میں ایک مسلمان